OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

اسلامی نظم معیشت اور مسلم تاجروں کی ذمہ داریاں

Islamic economic order and responsibilities of Muslim traders

Dr. Muhammad Irfan
Assistant Professor / Incharge Department of Islamiyat, Federal Urdu University for Science and Technology, Islamabad.
Email: dr.muhammadirfan@fuuast.edu.pk

Dr. Abdul Majid
Assistant Professor / Incharge Department of Studies of Religion, Federal Urdu University for Science and Technology, Karachi.
Email: dr.amajid1970@gmail.com

Shamshir Khan
Islamiyat Teacher, Department of Primary and Secondary Education, KPK.
Email: shamshirkhan604@gmail.com

Received on: 10-07-2024 Accepted on: 16-08-2024

Abstract

Islam is a natural religion that encompasses all aspects of life and presents a complete and comprehensive way of life for humanity. It leaves no aspect of human affairs unaddressed, providing full guidance in every sphere. One of the most important aspects of human life is economic matters. Islam provides complete guidance in economic affairs as well, offering a just economic system in which every individual has access to the necessary economic facilities to live their life. The purpose of writing this research paper is to find out the moral values of the Islamic economic system, which if implemented can provide every individual with adequate economic resources. There is no doubt that if there is inequality in the distribution of wealth, the social life of humanity will be severely impacted by this inequality, leading to the division of society into two groups. One group consists of those who are equipped with all the basic necessities of life and have control over more resources than their share. The other group consists of those who struggle to even afford a basic meal. This occurs when there are no just reforms in the economic system.

Keywords: Islamic Economic, Muslim Traders, Economic System.

اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے والا ایک ایسا فطری دین ہے جو نوع انسان کے لیے ایک مکمل اور جامع طرزِ حیات پیش کرتا ہے۔ یہ انسانیت کے لیے معاملات کا کوئی ایسا گوشہ خالی نہیں چھوڑتا جس میں مکمل رہنمائی فراہم نہ کرتا ہو۔ انسانی زندگی کا ایک بہت ہی اہم گوشہ معاشی معاملات کا ہے۔ اسلام معاشی معاملات میں بھی مکمل رہنمائی فراہم کرتے ہوئے ایک منصفانہ نظم معیشت دیتا ہے۔ جس میں ہر انسان کو زندگی گزارنے کے لیے ضروری معاشی سہولیات میسر ہوں۔ اس مقالے کو لکھنے کا مقصد اسلامی نظم معیشت کی اخلاقی اقدار پر تحقیق کرنا

ہے جن کو نافذ کر کے ہر انسان کو منفصانہ معاشی سہولیات فراہم کی جاسکتی ہیں۔

معاش عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی زندہ رہنے کے ہیں۔ عربی لغت پر شہرہ آفاق کتاب تحریر کرنے والے والے مصنف ابن منظور افریقی اپنی کتاب "لسان العرب" میں معاش کے لفظ ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ العیش کا معنی ہے زندگی اور حیاۃ۔[1] عربی لغت کی مشہور کتاب قاموس میں لفظ معاش کے متعلق تحریر ہے کہ معیشت سے کھانے اور پینے کے اُن وسائل کو کہا جاتا ہے جن پر حیات کا انحصار ہوتا ہے۔[2]

اس بات میں ذرا بھی تردد نہیں ہے کہ اگر دولت کی تقسیم میں عدم مساوات ہو تو انسانی معاشرتی زندگی پر اس عدم مساوات کے نہایت بھیانک اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس تلخ حقیقت کے نتیجے میں واضح طور پر معاشرہ دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو زندگی کی تمام بنیادی سہولیات سے آراستہ ہو اور اپنے حصہ سے زیادہ کے وسائل پر قابض ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو دو وقت کی روٹی کا بھی محتاج ہوتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ نظم معیشت میں منصفانہ اصلاحات نافذ نہ ہوں۔ اگر نظم معیشت میں منفصانہ اصلاحات کو رائج کر دیا جائے تو ہر انسان کو اس کی زندگی گزارنے کے لیے بنیادی سہولیات زندگی میسر آجائیں گی۔اسلامی نظم معیشت دولت کی مساویانہ تقسیم کا علمبردار نہیں بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم کا حامی ہے۔اس لیے کہ اگر تمام انسان دولت کی تقسیم میں برابر کے شریک ہو گئے تو بہت سے معاملات میں زندگی کی گاڑی کا پہیہ تھم جائے گا۔ کسی آدمی کا مزدور ہونا اور اسی طرح کسی آدمی کا سرمایہ دار ہونا یہ دونوں دنیاوی زندگی کو احسن انداز میں چلانے کے لیے ضروری امر ہیں۔ اگر دنیا سے مزدور طبقہ ختم ہو جائیں تب بھی دنیاوی طرزِ معیشت کا احسن انداز میں چلنا مشکل ہے۔اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔[3]

اور ہم ہی نے ان کی دنیاوی زندگی کی روزی ان میں تقسیم کی اور ایک کو دوسرے سے بلند کیا۔

یعنی دنیاوی زندگی میں بعض لوگ بعض کے تابع ہیں تا کہ زندگی کا نظام چلتا رہے مگر معاشی سہولیات کے بنیادی حق میں سب لوگ برابر ہیں۔

طلب حلال

اسلام نظم معیشت کی اخلاقی اقدار میں طلب حلال کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔یعنی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ رزق کے حصول میں حلال و حرام کا پوری طرح سے خیال رکھے اور کسی صورت میں بھی اپنے مال میں حرام مال کی آمیزش نہ ہونے دے۔ پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرمایا کہ

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ۔[4]

رزق حلال کی تلاش فرض عبادت کے بعد سب سے بڑا فرض ہے۔

یعنی حلال رزق کا حصول اسلام میں اتنی زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ شریعت نے اسے فرض عبادت کے بعد سب سے بڑا فرض قرار دیا ہے۔اس سے رزق حلال کی شریعت اسلامی میں کتنی زیادہ ہمیت ہے، اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حدیث کی مشہور کتاب شعب الایمان کے

مصنف نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ:مَرَّ بِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ مُتَصَبِّحَةٌ، فَحَرَّكَنِي بِرِجْلِهِ، ثُمَّ قَالَ: "يَا بُنَيَّةُ قَوْمِي اشْهَدِي رِزْقَ رَبِّكِ، وَلَا تَكُونِي مِنَ الْغَافِلِينَ، فَإِنَّ اللهَ يَقْسِمُ أَرْزَاقَ النَّاسِ مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ۔[5]

حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو میں صبح کے وقت لیٹی ہوئی تھی ، نبی کریم ﷺ نے میرے پاؤں کو ہلایا پھر کہا کہ اے بیٹی اٹھیے اور اپنے رب کے رزق کو تلاش کریں اور غافلوں میں سے نہ ہوں، بے شک اللہ رب العزت لوگوں کے رزق کو تقسیم کرتے ہیں طلوع فجر سے طلوع شمس کے وقت کے دوران۔

یعنی ایک فرض کی ادائیگی کے بعد دوسرے فرض کی تکمیل میں لگ جاؤ اور اپنے رزق کے حصول میں کوشش سے غافل نہ ہو جاؤ۔ فجر کی نماز کے فوراً بعد کا وقت برکت اور رحمت کے نزول کا وقت ہوتا ہے لہذا نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث میں اس وقت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ کی طرف متوجہ رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

محنت

اسلامی نظم معیشت کی بنیادی اخلاقی اقدار میں سے ایک محنت ہے جس میں شریعت اسلامی ہر شخص کو محنت کرنے کی ترغیب دیتی ہے کہ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کی کوشش کرے۔ یعنی حلال اور حرام کا خیال رکھتے ہوئے اپنی وسعت اور طاقت کے بقدر محنت کی پوری کوشش کرے۔

قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟ قَالَ " :عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ۔[6]

رسول محترم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ سب سے طیب کمائی کون سی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کمائی جو آدمی نے اپنے ہاتھ سے کمائی ہو اور ایسی بیع جو جائز ہو۔

اسی طرح "صحیح بخاری" میں جناب جابر بن عبد اللہ کی حدیث منقول کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى۔[7]

اللہ ایسے انسان پر رحم کرے جو بیچنے، خریدنے اور فیصلہ کرنے میں نرمی اختیار کرے۔

اپنے ہاتھ سے محنت کرنا اور معاشی طور پر اپنی ضروریات کے ساتھ ساتھ اہل خانہ کی ضروریات کو بھی پورا کرنا اسلامی نقطہ نظر سے نہایت ہی مستحسن چیز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔[8]

سب سے اچھا کھانا وہ ہے جو آدمی خود محنت کر کے کمائے اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤدؑ اپنی محنت سے کما کر کھاتے تھے۔

محنت اور جائز طریقے سے کمانے کے لیے چاہے انسان کو کوئی بھی پیشہ اختیار کرنا پڑے اسے اس میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔اس بات میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ محنت وہ اہم ترین چیز ہے کہ انسان چاہے تو بغیر سرمایہ کے بھی محنت کر کے اپنا رزق حاصل کر سکتا ہے۔ محنت کے اوپر بحث کرتے ہوئے قرآن کریم نے دو انبیاء کرامؑ کا ذکر فرمایا ہے۔ جس میں ایک پیغمبر کو آجر اور دوسرے کو عامل بنا کر پیش کیا گیا ہے۔اس قصہ میں اللہ کے ایک پیغمبر جناب شعیبؑ کو آجر اور دوسرے پیغمبر جناب موسیٰؑ کو عامل بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

فرعون کے مظالم سے تنگ آکر جناب موسیٰؑ جب ہجرت کر کے جناب شعیبؑ کے علاقے میں پہنچے تو جناب شعیبؑ نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح جناب موسیٰؑ کے ساتھ کر دیا اور شرط یہ لگائی کہ جناب موسیٰؑ آٹھ سال تک جناب شعیبؑ کی بکریاں چرائیں گے اور اس نکاح کا مہر آٹھ سال کی محنت ومزدوری کو ہی ٹھہرایا گیا۔

قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَیۡكَ ؕ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ۔[9]

کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ اپنی ایک لڑکی کا نکاح کروں اس شرط پر کہ آپ میرے پاس ۸ سال کام کریں اور اگر آپ ۱۰ سال کام کریں تو یہ آپ کی طرف سے ہے اور میں آپ پر سختی نہیں کروں گا، آپ ایسے بندوں سے مجھے پائیں گے جو صالح ہیں۔

قرآن کریم میں جس انداز میں ان دو پیغمبروں کے اس واقعے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت اسلامی محنت کو کتنی زیادہ اہمیت دیتی ہے اور مزدور کا اسلام میں کیا مقام ہے۔

اسلام میں محنت کش کا مقام

اس بات میں قطعاً شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اسلام محنت کشوں اور مزدوروں کو نہایت اہم مقام دیتا ہے۔ پیدائش دولت کے ان اہم ترین ذرائع یعنی محنت اور محنت کش کو اسلام نے کسی بھی مقام پر فراموش نہیں کیا بلکہ مزدور کی محنت کو ہر جگہ مستحسن انداز میں سراہا ہے۔

اللہ رب العزت اس حوالے سے قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔[10]

جب نماز مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل کر اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو سکو۔

یعنی جب اللہ رب العزت کے فریضے کی تکمیل ہو جائے تو زندگی کے پہیے کو چلانے والے ایک اہم پہلو معیشت کی توجہ دو اور یکسوئی کے ساتھ اس میں مشغول ہو جاؤ، اس لیے کہ معاشی آرام کے بغیر اسلامی نظم حیات کے مطابق زندگی گزارنا انتہائی دشوار عمل ہے۔

سورت عنکبوت میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ۔[11]

تم اللہ کے پاس سے رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو۔

سورت عنکبوت کی اس آیت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ انسان کوشش کر سکتا ہے لیکن اس کوشش کو عملی جامہ صرف اللہ رب العزت ہی پہنا سکتے ہیں۔ انسان اپنی وسعت کی بقدر اللہ کی ذات پر کامل یقین کے ساتھ حصول رزق کی تلاش میں مشغول رہے اور نتیجے کا حصول اللہ رب العزت کی ذات پر موقوف کردے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے بھی اپنے اقوال وافعال سے محنت کی کمائی کو نہایت مستحسن انداز میں اجاگر کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

خير الكسب كسب يد العامل إذا نصح۔[12]

مزدور کی کمائی سب سے بہترین ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ یہ کام خیر خواہی سے کرے۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے محنت کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ جس بندے نے خود محنت کر کے کھانا کھایا اس سے بہتر کھانا کوئی نہیں ہے۔[13]

ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ جناب ابن عمرؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ۔[14]

اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو پسند کرتا ہے جو محنت کرنے والا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ آپؐ اپنے جوتے کی خود مرمت کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے بچپن میں بکریاں بھی چرائی تھیں، آپ ﷺ نے بیت اللہ کی تعمیر میں بذات خود حصہ لیا، آپ ﷺ اپنے کپڑوں کو خود ہی پیوند بھی لگا لیا کرتے تھے اور آپ نے بحیثیت پیغمبر مبعوث ہونے سے پہلے تجارت بھی کی، پیغمبر اسلام کا طرزِ عمل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام محنت اور محنت کش کو کتنی زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

اعتدال پسندی اور میانہ روی

اسلامی معاشی تعلیمات کے ضمن میں اعتدال پسندی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسلام میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اس سلسلے میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔[15]

اور وہ انسان ہیں جب وہ مال خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچ نہیں کرتے اور نہ کنجوسی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان کے درمیان ہوتا ہے۔

اقتصادی اعتدال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلِاقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ۔[16]

خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی ارشاد فرمایا:

ما عال من اقتصد۔[17]

میانہ روی اختیار کرنے والا کبھی بھی محتاج نہیں ہوتا۔

اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ بے جا فضول خرچی انسان کو بھیک مانگنے کی نوبت تک پہنچا دیتی ہے اور انسان اپنی معیشت میں دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اسلام اپنے ماننے والوں کو اعتدال پسندی اور خرچ میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس میانہ روی کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کبھی بھی دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ یہ میانہ روی انسان کو کنجوسی کی طرف نہ پہنچائے۔ اس لیے کہ کنجوسی شریعت اسلامی میں کوئی مستحسن چیز نہیں ہے۔

اہل عرب قبل از اسلام بھی بڑے پیمانے پر تجارت کیا کرتے تھے اور ان کے بڑے بڑے قافلے تجارتی سامان کے ساتھ مستقل رواں دواں رہتے تھے۔ جس طرح قبل از اسلام اہل عرب کے دینی عقائد اور مذہب و سیاست کے لحاظ سے حالات نہایت دگرگوں تھے اسی طرح مالی معاملات اور آپس کے لین دین کے تعلقات بھی اخلاقی اقدار سے کسی بھی طرح متصف نہیں تھے۔ ایسے نفسا نفسی کے دور میں جہاں اذہان پر خباثت کا تسلط، پراگندگی کا ماحول ہو اور ایسے فرسودہ رسم و رواج معاشرے میں موجود ہوں جنہیں ایک عقل سلیم کسی بھی طور پر گوارا نہیں کر سکتی اور نہ ان میں کوئی ایسا رشتہ ہو جو انہیں باہم مربوط کر سکتا ہو ایسے دور میں پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد ایک ایسا مستحسن معاشی نظام اہل عرب کو دیا کہ جس کی بدولت وہ اہل عرب جو کہ اقوام عالم میں نہایت کمتر شمار ہوتے تھے، ممتاز ہو کر معزز اور سردار بن گئے، انہیں اس منصب پر فائز کرنے میں یقیناً اسلامی اخلاقی اقدار ہی کا عمل دخل تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے جتنی بھی ناجائز اور دوسرے کو نقصان پہنچانے والی چیزیں تجارتی معاملات میں شامل تھیں، انہیں یکسر ختم کرنے کا حکم دے دیا۔ تاکہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو نہ خریدنے والے کو نقصان ہو۔

باہمی رضامندی

تجارتی معاملات میں باہمی رضامندی اور جانبین کا متفق ہونا شرعی لحاظ سے نہایت ضروری ہے۔ اگر بیچنے والا یا خریدنے والے مطمئن نہیں تو شرعی لحاظ سے زبردستی کی بیع جائز نہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔[18]

اے مسلمانو! تم آپس میں باطل طریقے سے اپنے مال نہ کھاؤ مگر تمہاری آپس کی رضا سے کوئی تجارت ہو۔

باہمی رضامندی سے متعلق جناب علیؓ کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ ۔[19]

رسول اللہ ﷺ نے مجبور کی بیع سے روکا۔

باہمی رضامندی سے امور کو سرانجام دینے کا شریعت ہر معاملے میں حکم دیتی ہے اور معاشی اصطلاحات میں کسی بھی جگہ خریدنے یا بیچنے

والے کے ساتھ کسی بھی قسم کی زبردستی، جبر اور سختی کی گنجائش نہیں۔ اگر فریقین رضامند ہو تو وہ بیع انجام پائے گی و گرنہ وہ منسوخ ہو جائے گی۔

خوش اخلاقی اور نرم گفتگو

پیغمبر اسلام ﷺ نے تجارتی معاملات میں جانب مخالف سے نرم گفتگو کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ کسی فریق کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ کوئی ایسی بات کہے جس میں دھوکہ دہی ہو یا اس بات سے مخالف کی کسی بھی طرح سے دل آزاری ہو۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا، إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى۔[20]

اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جو بیچتے، خریدتے اور تقاضا کرتے وقت نرمی اختیار کرے۔

امام ترمذی نے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث اپنی کتاب سنن ترمذی میں نقل کی ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ اس شخص کی مغفرت فرمائے جو تمہارے لیے نرم ہو اور خرید و فروکت میں بھی نرم مزاج ہو۔[21]

نرم مزاجی اور زبان کا مناسب استعمال انسان کو بہت ساری پریشانیوں اور تکلیفوں سے بچا سکا ہے۔ لہذا شریعت زندگی کے تمام امور میں خوش گفتاری کا اسلوب اختیار کرنے کی نہایت سختی کے ساتھ تلقین کرتی ہے اور بدزبانی، بدگوئی اور ایسا طرزِ بیان جس سے آپس میں لڑائی پیدا ہو، ایسے طرزِ بیان کی کسی صورت بھی اجازت نہیں دیتی۔

اشیائے تجارت کو عیب بتا کر فروخت کرنا

عموماً خرید و فروخت کے معاملے میں ایسا ہوتا ہے کہ بیچنے والا اپنی چیز کے عیوب و نقائص کو چھپالیتا ہے۔ اس طرح سے گاہک دھوکہ دہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ شریعت اسلامی اپنے معاشی نظام میں اس قسم کی دھوکہ دہی کی سختی سے ممانعت کرتی ہے اور کسی صورت بھی کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو کوئی ایسی چیز فروخت کرے جس کے عیوب و نقائص اس نے خریدنے والے بتا نہ دیئے ہوں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ۔[22]

جو بندہ ایسی چیز بیچ کر خریدار کو نہ بتائے جس میں عیب ہو تو وہ آدمی ہمیشہ اللہ کی ناراضگی میں رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ إِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ۔[23]

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی بھی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو عیب بتائے بغیر کوئی شی بیچے۔

یعنی اگر عیب دار چیز کسی کو فروخت کر دی جائے اس کا عیب بتائے بغیر تو یہ ایک نہایت ہی غیر منصفانہ طرزِ عمل ہے اور خریدوالا جس چیز کے دھوکے میں وہ چیز لے رہا ہے در حقیقت اسے وہ چیز نہیں دی جا رہی۔ شریعت کسی بھی معاملے میں اس طرح کی دھوکہ دہی اور نقصان پہنچانے

کی اجازت نہیں دیتی۔ لہذا اگر عیب دار چیز کسی کو فروخت کی جا رہی ہے تو جب تک اس کے تمام عیوب بیان نہ کر دیے جائیں، اس کو فروخت کرنے سے نبی اکرم ﷺ سے نہایت سختی سے منع فرمایا ہے۔

ناپ تول میں انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا

بعض اوقات فروخت کرنے والا گاہک کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ کرتے ہوئے اس سے قیمت تو پوری وصول کرتا ہے مگر دیتے وقت خریدی ہوئی چیز میں کمی کر دیتا ہے۔ اسلام نظم معیشت اس قسم کی دھوکہ دہی کا سختی کے ساتھ انسداد کرتی ہے اور بیچنے والے کو اس بات کا پابند بناتی ہے کہ وہ ناپ تول کے معاملے میں جانب مخالف کے ساتھ کسی بھی قسم کی زیادتی اور ناانصافی نہ کرے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔[24]

اور ناپ پورا رکھا کرو جب تم ناپو اور سیدھے ترازو سے تولا کرو یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

پیغمبر اسلام جناب محمد ﷺ نے تو تولنے والے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اصل وزن سے کچھ زیادہ کر دیا پورا کرو۔" یعنی اگر ہو سکے تو احسان کا معاملہ کرتے ہوئے گاہک کو کچھ زیادہ ہی دو یہ اخلاقی اقدار کے لحاظ سے نہایت ہی مستحسن ہے۔

احتکار سے اجتناب

احتکار عربی لغت میں کہا جاتا ہے اشیائے ضرورت کی بتدریج قلت کو پیدا کرنا یعنی ذخیرہ اندوزی کرنا تاکہ اس کے ذریعے مارکیٹ میں اشیائے ضرورت کی مصنوعی قلت کو پیدا کیا جائے اور قلت کی وجہ سے ذخیرہ اندوز کی ہوئی چیز کی قیمت مارکیٹ میں زیادہ ہو جائے اور یہ ذخیرہ اندوز اس چیز کو اپنی من چاہی قیمت پر مہنگے داموں فروخت کر کے بھاری نفع کو حاصل کر سکے۔ احتکار ایک ایسی برائی ہے جو کسی بھی معاشرے میں شدید اقتصادی بحران کو پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہے اور روز مرہ ضرورت کی اشیاء معاشرے کے نادار طبقہ کے ہاتھوں سے دور ہو سکتی ہیں۔ اسلامی معاشی نظام کی اخلاقی اقدار میں سے ایک بنیادی اخلاقی قدر احتکار کا انسداد بھی ہے۔ اسلامی نظم معیشت کسی بھی صورت ذخیرہ اندوزی کی اجازت نہیں دیتا۔ شریعت اسلامی میں ذخیرہ اندوزی کرنے والے کی سختی کے ساتھ مذمت کی گئی ہے۔ جناب معقل بن یساوہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو بندہ اہلِ اسلام کے بازار کی قیمت میں مہنگا کرنے کے لیے دخل اندازی کرے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو قیامت کے روز سر کے بل دوزخ کی آگ میں ڈالے گا۔[25]

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے انسان کو رزق دیا جاتا ہے جو بازار میں مال لاتا ہے اور ایسے آدمی پر لعنت بھیجی جاتی ہے جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔[26]

جناب عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَن احْتَكَرَ طعامًا أرْبَعِينَ يَومًا يُريد به الغلاءَ ، فقد برئَ من الله ، وبرئَ الله منه۔[27]

جس آدمی نے ۴۰ دن تک مہنگا ہونے کی نیت سے غلہ روک کر رکھا تو ایسا انسان اللہ کے ذمہ کرم سے بری ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس انسان سے

بری ہو جاتا ہے۔

اسلام کا نظم معیشت تو بغیر استحقاق کے بھی معاشرے کے ناداروں کو اپنے معاشی وسائل میں شریک کرنے کا حکم دیتا ہے۔یعنی تاجروں کو اور معاشرے کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والوں کو چاہیے کہ معاشی وسائل کا ایک حصہ ناداروں، مفلسوں، مسکینوں کے نام کریں تاکہ وہ بھی اپنی زندگی کو بہتر انداز سے گزار سکیں۔اللہ رب العزت اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

وَسَارِعُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَۙ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۔[28]

اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی سمت جلدی کرو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین تک ہے وہ متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔یہ ایسے لوگ ہیں جو خوشحالی اور تنگ دستی میں خرچ کرتے، غصہ کو پینے والے اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ محسنین سے محبت کرتا ہے۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے جناب ابو سعید خدری ؓ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ۔[29]

جس انسان کے پاس زائد سواری ہے وہ اس کو عطا کردے جو سواری سے محروم ہے اور جس کے پاس زائد کھانا ہے وہ محروم کو دے دے۔

جو نظم معیشت اپنے ماننے والوں کو یہاں تک ترغیب دیتا ہو کہ بغیر استحقاق کے غریبوں پر خرچ کرنے والے کو اللہ محبوب رکھتا ہے، ایسا نظم معیشت کسی طرح ذخیرہ اندوزی کی اجازت دے سکتا ہے۔شریعت اسلامی تو اپنے معاشی وسائل میں غریبوں اور ناداروں کے حقوق کا اس حد تک تحفظ کرتی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد سواری یا ضرورت سے زائد معاشی وسائل ہیں اسے چاہیے کہ وہ زائد از ضرورت چیز میں اپنے مسلمان بھائی کو شریک کرلے۔

خرید و فروخت اور دوسرے تجارتی معاملات میں اسلام نے واضح اصول وضوابط اور قوانین دیئے ہیں اور مکمل رہنمائی کی ہے۔اگر ان اصولوں اور ضابطوں کو مکمل طور پر اختیار کرلیا جائے تو اس بات میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ تجارتی دنیا میں ہونے والی لوٹ کھسوٹ ،ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ اور بازار میں مصنوعی کساد بازاری جیسی معاشی برائیوں سے نہایت احسن انداز میں نمٹا جاسکتا ہے۔یہ وہ اصول اور ضابطے ہیں جن پر اگر دنیا کے کسی بھی معاشرے کے تجارتی معاملات میں عمل کرلیا جائے تو یہ اصول وضوابط یقینی طور پر نہایت مثبت نتائج دیں گے اور اس کساد بازاری کے خاتمے میں نہایت معاون ثابت ہوں گے جس کساد بازاری اور معاشی افراتفری کا اس وقت پوری دنیا شکار ہے۔ایک طرف وہ طبقہ ہے جو ضرورت کی چیزوں سے بھی محروم ہے اور دوسری طرف وہ طبقہ ہے جو اپنی ضرورت سے زیادہ معاشی وسائل پر قابض ہے۔اس غیر متوازن معیشت اور غیر منصفانہ تقسیم کا حل صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ معاشی نظام میں اسلام کے وضع کردہ اصول وضوابط کے مطابق اصلاحات کی جائیں اور یہ تمام معاشی وسائل منصفانہ طریقے سے تقسیم ہوں۔

حوالہ جات

1 ابن منظور افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، لبنان، ۱۹۸۰م، ج:۶، ص:۳۲۱

2 مجد الدین فیروزآبادی، القاموس المحیط، المؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۵م، ج:۱، ص:۲۹۱

3 سورۃ الزخرف، ۳۲

4 بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، دار الکتب اعلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰م، ج:۵، ص:۲۵۴

5 بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۲۰۰۳م، ج:۶، ص:۴۰۴

6 احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۳۹۸ھ، ج:۴، ص:۱۴۱

7 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مکتبہ دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۴ھ، ج:۳، ص:۵۷

8 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار القلم دمشق، شام، ۱۹۸۱م، ج:۲، ص:۷۳۰

9 سورۃ القصص، ۲۷

10 سورۃ الجمعۃ، ۱۰

11 سورۃ العنکبوت، ۱۷

12 احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، دار الحدیث، قاہرہ، ۱۹۹۵م، ج:۸، ص:۳۰۰

13 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج:۲، ص:۲۳۰

14 بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، شعب الایمان، ج:۲، ص:۸۸

15 سورۃ الفرقان، ۶۷

16 بیہقی، شعب الایمان، ج:۵، ص:۲۵۴

17 ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابو حاکم، مجمع الزوائد، دار الریان، قاہرہ، مصر، ۱۴۱۰م، ج:۱۰، ص:۲۵۲

18 سورۃ النساء، ۲۹

19 سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴م، ج:۳، ص:۲۵۵

20 البخاری، الجامع الصحیح ج:۲، ص:۲۳۰

21 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، دالغرب، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸م، ج:۳، ص:۶۱۰

22 طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، مصر، ۱۹۹۵م، ج:۲۲، ص:۶۵

23 ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، السنن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ، ج:۲، ص:۷۵۵

24 سورۃ بنی اسرائیل، ۳۵

25 بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، شعب الایمان، ج:۷، ص:۵۲۵

26 بیہقی، السنن الکبریٰ، ج:۶، ص:۳۰

[27] ابن الاثیر، جامع الرسول من احادیث الرسول ﷺ، ج: ۱۱، ص: ۴۴۰

[28] سورۃ آل عمران، ۱۳۳۔۱۳۴

[29] مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴م، ج: ۳، ص: ۱۳۵۴

References

1. Ibn Manzur Afriqi, Lisan al-Arab, Dar Sader, Beirut, Lebanon, 1980 AD, vol. 6, p. 321.
2. Majd al-Din Firouzabadi, The Oceanic Dictionary, Al-Risala Foundation, Beirut, Lebanon, 1995 AD, vol. 1, p. 291.
3. Surah Al-Zukhruf, 32
4. Bayhaqi, Abu Bakr Ahmed bin Hussein, Al-Sunan Al-Kubra, Dar Al-Kutub Ilmiyya, Beirut, Lebanon, 1990 AD, vol. 5, p. 254.
5. Bayhaqi, Ahmad bin Hussein, Shu'ab al-Iman, Al-Rushd Library, Riyadh, 2003 AD, vol. 6, p. 404.
6. Ahmed bin Hanbal, Musnad Ahmad bin Hanbal, Founder of the Message, Beirut, Lebanon, 1398, vol. 4, p. 141.
7. Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Dar Touq Al-Najāt Library, 1424, vol. 3, p. 57.
8. Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Dar Al-Qalam, Damascus, Syria, 1981 AD, vol. 2, p. 730.
9. Surat Al-Qasas, 27
10. Surah Al-Jumu'ah, 10
11. Surah Al-Ankabut, 17
12. Ahmad ibn Hanbal, Musnad Ahmad ibn Hanbal, Dar Al-Hadith, Cairo, 1995 AD, vol. 8, p. 300.
13. Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, vol. 2, p. 230
14. Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin Hussein, Shu'ab al-Iman, vol. 2, p. 88.
15. Surah Al-Furqan, 67
16. Bayhaqi, Shu'ab al-Iman, vol. 5, p. 254.
17. Haithami, Nour al-Din Abu al-Hasan Ali bin Abu Hakim, Majma` al-Zawa'id, Dar al-Rayyan, Cairo, Egypt, 1410 AD, vol. 10, p. 252.
18. Surah An-Nisa, 29
19. Suleiman bin Ash'ath Al-Sijistani, Al-Sunan, Dar Al-Fikr, Beirut, 1994 AD, vol. 3, p. 255.
20. Al-Bukhari, Al-Jami' Al-Sahih, vol. 2, p. 230
21. Al-Tirmidhi, Muhammad Ibn Issa, Al-Jami', Dal Al-Gharb, Beirut, Lebanon, 1998 AD, vol. 3, p. 610.
22. Tabarani, Suleiman bin Ahmed bin Ayyub, Al-Ja'm Al-Kabir, Ibn Taymiyyah Library, Cairo, Egypt, 1995 AD, vol. 22, p. 65.
23. Ibn Majah, Muhammad bin Yazid Qazwini, Al-Sunan, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut, Lebanon, 1419, vol. 2, p. 755.
24. Surah Bani Israel, 35
25. Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin Hussein, Shu'ab al-Iman, vol. 7, p. 525.
26. Bayhaqi, Al-Sunan Al-Kubra vol. 6, p. 30
27. Ibn al-Atheer, Collection of the Prophet's Hadiths, vol. 11, p. 440.
28. Surah Al Imran, 1331134
29. Muslim bin Hajjaj al-Qushayri, Al-Jami' al-Sahih, Dar Ihya' al-Tarath al-Arabi, Beirut, Lebanon, 1994 AD, vol. 3, p. 1354.